ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر طاہرہ انعام ❁

اٹھارھویں صدی میں اردو نعت کا اسلوبیاتی مطالعہ

Stylistic Study of Urdu Naat in Eighteenth Century

By *Dr. Tahira Inam, Asst. Prof., Dept. of Urdu, Govt. Graduate College for Women, Karkhana Bazar, Faisalabad.*

ABSTRACT

This article aims to discuss some features of Naat poetry in classical era, especially in 18th century. In this century poets had depicted the salient characteristics of religious and literary trends of that era. In begining of Diwan, Kuliat and Masnawi, almost all poets wrote sufficient verses of Naat. Besides of this, some poets also wrote naat separately. It can be observed that they had described miraculous and metaphysical aspects of Prophet's life. The topic of Seerat with social perspective is not so common but Naat of that era was not so ignore able as it was being considered by the researchers and critics of literary history.

Keywords: Urdu Naat, Eighteenth Century, Linguistics, Phonetics, Semantics, Diction.

اٹھارھویں صدی میں ابھی تمام تر سماجی راہیں سیاسیات کی جانب گامزن نہیں ہوئی تھیں لہٰذا اس صدی میں علوم و افکار میں گہری دلچسپی باقی تھی۔ ادب کو مکمل درباری سرپرستی حاصل نہ رہی تو تبدیلی کا باب بھی وا ہو گیا۔ فارسی کے بجائے ہندی اسالیب بھی قابلِ اعتنا ہوئے۔ فارسی و ہندوستانی زبانوں کے امتزاج سے لسانیات کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ یہاں تک کہ اٹھارھویں صدی کو اُردو شاعری کا عہدِ زریں قرار دیا گیا۔

ولی دکنی کے شعری اسلوب پر فارسی اثر کے باوجود داخلی طور پر ان کی شاعری میں اٹھارھویں صدی کی مقامی

❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، کارخانہ بازار، فیصل آباد

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ثقافت جلوہ گر ہے۔ ولی کی سادگی نے دہلی کے شعرا پر بھی اثر ڈالا۔ میر و سودا کے عہد میں فارسی کی تمام اصنافِ سخن رائج تھیں اور فارسی و ہندوستانی دونوں اسالیب کے خمیر سے شاعری کی مضبوط روایت پروان چڑھ رہی تھی۔ اس عہد کی شاعری کے موضوعات عشق وتصوف کے علاوہ عیش و ہوس پر بھی مبنی تھے۔ دربار سے کچھ وارستگی ہونے کے باعث اٹھارھویں صدی کے ادب میں تصنع اور تکلف بھی کم ہو گیا۔ اس صدی میں صنعتِ ایہام کو بھی قدرتِ زبان کے اظہار اور تفننِ طبع کی غرض سے برتا گیا۔ اگرچہ شعرا نے اسے اپنایا لیکن اس کی مخالفت اور اصلاحِ زبان کا رجحان بڑھا گویا اس صدی کی ادبی فضا متحرک رہی۔

دکن کی شعری روایت ولی تک آتے آتے شعری جمالیات کا جو سفر طے کر چکی تھی۔ وہ شمالی ہند میں مزید کٹھالیوں سے گزری اور بتدریج نکھرتی چلی گئی۔ الفاظ تراکیب محاورات کی تراش خراش کا عمل جاری رہا۔ زبان کے تصرفات میں دِلّی کے شعرا کا لسانی شعور بھی کارفرما ہے۔ سراج الدین خان آرزو جو عہد مغلیہ کے معروف شاعر فرہنگ نویس اور ماہر لسانیات تھے۔ ان کے متعلق ڈاکٹر سیّد عبداللہ لکھتے ہیں:

> آرزو کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے ہندوستانی زبان کی لسانی تحقیق کی بنیاد رکھی۔ ہندوستانی فیلالوجی کے ابتدائی قواعد وضع کیے اور زبانوں کی مماثلت کو دیکھ کر ان کے توافق اور وحدت کا راز معلوم کیا۔ اس کے اصول ان کی کتاب مثمر میں تفصیل سے ملتے ہیں۔ [۱]

اس صدی کے اہم شعرا پر اس کے اثرات سے متعلق ڈاکٹر الف دنسیم کی یہ رائے دیکھیے:

> خان آرزو کو زمانے کے نئے لسانی اور ادبی تقاضوں کا شدت سے علم، اعتراف اور احساس تھا اور غالباً اسی کے زیرِ اثر انھوں نے اپنے حلقۂ اثر میں کچھ ایسے نوجوان شاعروں کی تربیت بھی کی جنھوں نے تھوڑے ہی عرصے میں نئی زبان اُردو کو فارسی سے ٹکر لینے کے قابل بنا دیا ہے۔ میرزا رفیع سودا، میر تقی میر، خواجہ میر درد، شرف الدین مضمون، شاہ مبارک آبرو، حسن علی شوق، مصطفیٰ خان یک رنگ، آنند رام مخلص اور کچھ اور لوگ اسی ادارۂ مجسم کے تربیت یافتہ تھے۔ [۲]

فارسی سے اُردو کی طرف لسانی سفر کے حوالے سے یہ ارتقائی مراحل بڑے اہم ہیں۔ اٹھارھویں صدی کی شاعری میں عوام کی زبان کو اہمیت حاصل رہی ہے۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ نے میر کی غزل میں اثر آفرینی کے جن وسیلوں کی نشان دہی کی ہے ان میں اوّل ''عام زبان'' ہی کو قرار دیا ہے۔ [۳] امتدادِ زمانہ کے ساتھ اُردو زبان سے بھدا پن،

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

کرختگی، تلفظ اور لہجے کی دقت جاتی رہی۔ یوں ہندی بولی اور فارسی زبان کے میل سے اپنی شائستہ صورت کو پہنچی۔ (۴)

انیسویں صدی میں دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح ادب میں جو انقلابات آئے ان میں تقلید، مرعوبیت یا اصلاح اور مخالفت کے عوامل اثر انداز رہے جبکہ اٹھارھویں صدی کا اُردو ادب ایک بااعتماد ادبی روایت کا عکاس ہے جو فطری روش پر ارتقا پاتے ہوئے ایک زبردست اثر انگیز قوّت کا درجہ رکھتی ہے۔

اٹھارھویں صدی عیسوی میں اُردو نعت کے اسلوب کا معروضی مطالعہ کیا جائے تو زبان کی ساخت، معیارات اور انتخاب کے متعلق کئی باتیں سامنے آتی ہیں۔ شعرا کے نعتیہ کلام میں مستعمل آوازیں، مخارج اور طریقِ ادائیگی کے اعتبار سے کس نوعیت کی ہیں۔ صوتی آہنگ کا کیا اہتمام ملتا ہے۔ مصرعوں میں الفاظ کی ترتیب، اسما و افعال کے استعمال یا شاعر کے بیانیہ وخطیبانہ انداز کا جائزہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس عہد کی نعتیہ شاعری میں دیسی الفاظ کے علاوہ عربی و فارسی تراکیب کا استعمال بھی ملتا ہے۔ نیز معنوی سطح پر شعرا نے عام فہم بامحاورہ اور روزمرہ کی زبان استعمال کی ہے۔ الفاظ کو مؤثر معنوی سیاق وسباق میں استعمال کیا ہے۔

اٹھارھویں صدی میں اُردو اور فارسی زبان کے ادبی وتہذیبی ادغام سے اردو شاعری کا قالب ممیز وممتاز ہوا۔ فارسی عروض اور اصنافِ سخن سے اخذ و اکتساب نے اُردو شاعری کے لیے بھی اظہار کا دامن وسیع کر دیا۔ زبان و بیان کے اعتبار سے اٹھارھویں صدی کے ابتدائی شعرا اور سترہویں صدی کے آخری شعرا کی ریختہ گوئی میں فرق کم رہ جاتا ہے۔ محمد اکبرالدین صدیقی نے دیوانِ عشق اورنگ آبادی کے مقدمہ میں لکھا ہے:

> لسانیات کے طالب علم کے لیے عالمگیر سے پہلے اور بعد کے دور میں کافی فرق نظر آتا ہے۔ بارھویں صدی ہجری کے آغاز میں شمالی اور جنوبی خصوصاً اورنگ آباد کے شعرا میں نمایاں فرق نہیں معلوم ہوتا البتہ حیدرآباد کے پایۂ تخت قرار پانے کے بعد لسانیاتی تغیرات شروع ہوتے ہیں۔ سراج اُن کے معاصرین اور اُن کے بعد کے دور کے کلام کا مطالعہ اس کا ثبوت فراہم کرے گا۔ (۵)

جس طرح دکنی شاعری میں عوام کے لب و لہجے کا استعمال روا تھا۔ اسی طرح شمالی ہند کی ابتدائی شاعری میں فارسی کے فعل وحرف کا استعمال، درست تلفظ کے بجائے۔ الفاظ کو اس تلفظ کے ساتھ باندھنا جس میں عوام بولتے ہیں، قدیم طرز پر جمع بنانے کے قاعدے، علامت فاعلی 'نے' کا حذف، فعل کی مختلف صورتیں، الفاظ کا قدیم املا، ضمائر اور مصادر کے استعمال میں تنوع اور متروک الفاظ کا استعمال نظر آتا ہے۔

اٹھارھویں صدی کی نعتیہ شاعری میں اسلوب کا صوتی تجزیہ کیا جائے تو مصرعوں میں صوتی ہم آہنگی کی مختلف

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

صورتیں نظر آتی ہیں۔ ایک ہی آواز سے مصرعوں کا آغاز:

محمد معدنِ رازِ نبوت محمد مخزنِ سِرِّ رسالت
محمد مفخرِ اولادِ آدم محمد موجبِ ایجادِ عالم
(آفتاب شاہ عالم ثانی)[۶]

شعر کے پہلے مصرعے میں جس لفظ سے آغاز ہوتا ہے، دوسرے مصرع میں اسی آواز کا جزوی یا مکمل اعادہ:

مقصود ہے علی کا، ولی کا سبھی کا تو ہے قصد سب کو تیری رضا کے حصول کا
(میرؔ)[۷]

حسنِ ازل کا مظہر بے واسطہ وہ سرور ہر حسنِ جگ میں یکسر پرتو ہے اس بہا کا
(قربیؔ)[۸]

شعر کے مصرعوں کے اندر آوازوں کی تکرار سے روانی پیدا کرنا:

سرِ باطن، ظہورِ ظاہر ذات اس کی مطہر و طاہر
(ط، ظ کی تکرار) راسخؔ[۹]

جنابِ کبریا میں کر کے زاری طلب کرتے تھے آمرزش ہماری
(ز، ر کی تکرار) رنگینؔ[۱۰]

کیا پیرِ خرد نے موجب خم پشتِ گردوں کا یہ بختی بار کش رہتا ہے اسبابِ محمد کا
(ب، خ، ش کی تکرار) سوداؔ[۱۱]

ایک ہی آواز پر ختم ہونے والے الفاظ کا زیادہ استعمال:

تجھ سے جویاے کرم عاصم اثیم سخت حاجت مند ہیں ہم تو رحیم
ملتفت ہو تُو، تو کاہے کا ہے غم تو رحیم اور مستحقِ رحم ہم
(میرؔ)[۱۲]

اضافتی ترکیبات میں دونوں لفظوں کا ایک ہی آواز سے شروع ہونا مصرعوں میں روانی کا باعث ہے۔ چند مصرعے دیکھیے:

یا نبیِ عربی شاہِ شفاعت مند (میر اسد علی تمنا)[۱۳]
کر شرابِ شوق سیں مدہوش مجھ کو یا حبیب (سراج اورنگ آبادی)[۱۴]

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جس روز کہ شافع ہو تو اعمالِ امم کا (قائم)[۱۵]

عذر خواہِ جرم ہوا ے افتخارِ اکرمیں (راسخ)[۱۶]

سریرِ سلطنت تکیہ ہے گویا تیرے مسند کا (ناسخ)[۱۷]

امیِ عالم العلوم، ناسخِ نسخہ ہاے پیش (حسرت عظیم آبادی)[۱۸]

ایک مصرعے میں ایک لفظ کا دوبار استعمال آوازوں کی تکرار پیدا کرتا ہے:

کچھ نہ ہوتا، تُو نہ ہوتا تو ازل تھا نہ ابد (میر اسد علی تمنا)[۱۹]

نہیں حدِ بشر کہنا ترے اوصافِ بے حد کا (ناسخ)[۲۰]

رسائی کب ہے اندیشے کو یاں جز نارسائی کے (مہ لقا چندا)[۲۱]

کیا جس نے ماہِ دو ہفتہ کو دو (ناسخ)[۲۲]

زہے شفیع کہ گر ہو نہ اُس سی چشمِ کرم تو اک جہان تباہ کار کا تباہ ہو کام
(قائم)[۲۳]

تری سخا کے سبب کیسہ، ہر تہی کیسہ رکھے ہے ماہ سے ماہی تلک پُر از دینار
(جوشش عظیم آبادی)[۲۴]

آوازوں کی تکرار کی ایک صورت یہ ہے کہ ایک لفظ شعر کے دونوں مصرعوں میں استعمال ہوتا ہے:

عجب ذات مقبول کونین ہے کہ کونین کا قرۃ العین ہے
(سراج اورنگ آبادی)[۲۵]

اپنے اوپر لامکاں صد عرش بالیدہ ہوا کیوں نہ ہو بالیدہ شاہا پاوے جب تجھ سا مکیں
(راسخ)[۲۶]

طویل مصوتوں سے کلام میں روانی:

عرش کا پایہ کیا معراج نے تیرے بلند وسعتیں کرسی کی جو تھیں اور افزوں ہو گئیں
(راسخ)[۲۷]

وہ مظہرِ فیاض کے انعام سے جس کے کیسہ ہو جواہر سے تہی معدن و یم کا
(بیدار)[۲۸]

ہونے نہ دے غروب ایک بہر نماز مہر کو ایک کرے اشارے سے قرصِ مہ تمام دو
(سودا)[۲۹]

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بلند اس کا وہ ایوانِ مراتب ہے کہ نہیں اس جا خیالِ ساکنانِ عرش کو یارا رسائی کا
(جرأت)(۳۰)

صوتیات کی سطح پر شاعری کا جائزہ لیتے ہوئے لامحالہ لفظ یا حرف ہی گفتگو کی بنیاد بن جاتا ہے۔ اور ہم محض آوازوں کو پیشِ نظر نہیں رکھ پاتے۔ مسعود حسین خان نے اپنے تدریسی تجربے کی روشنی میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے:

> اردو کے طالب علم کے ذہن میں حرف وصوت کا باہمی تعلق بہت دیر میں واضح ہوتا ہے۔ حرف ذہن پر اس قدر مسلط رہتا ہے کہ وہ اُردو کی بنیادی آوازوں کو دیر میں پہچان پاتا ہے۔۔۔ ہمارے فلسفۂ قواعد کے تمام پہلوؤں پر 'حرف' کا تصور چھایا ہوا ہے جب کہ بنیادی طور پر زبان تقریر ہے نہ کہ تحریر۔(۳۱)

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ صوتی ہم آہنگی کے یہ نمونے غزل اور مثنوی میں جا بجا ملتے ہیں۔ جہاں نعت قصیدے کی ہیئت میں لکھی گئی وہاں اگرچہ صوتیات کے اعتبار سے روانی کی مثالیں بھی کم نہیں لیکن ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جہاں ادق الفاظ اور بندشی آوازوں کی کثرت نے شعر کو رواں نہیں رہنے دیا۔ مثلاً:

قبولِ دیں ہو نہ اس کا اگر ممدِ ولود لعاب نطفہ تہوع سے ڈال دیں ارحام
(قائم)(۳۲)

نشانہ ہووے جو کف الخضیب کی خنصر کرے سب اس کی وہ ابہام تک فگار انگشت
(مصحفی)(۳۳)

اٹھارھویں صدی کے شعرا کی نعتیہ شاعری میں وہی لسانی خائص موجود ہیں جو دیگر اصناف میں دکھائی دیتے ہیں۔ صوتی اعتبار سے فصاحت، سلاست، روانی اس شاعری میں موجود ہے مخصوص آوازوں کی تکرار مصوتوں اور مصمتوں کا تناسب، مرکب اضافی یا مرکب عطفی میں دونوں لفظوں کا ایک حرف سے شروع ہونا کھلے رکنوں کے استعمال سے موسیقیت پیدا کرنا۔ ان سب کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں۔

صرفی ونحوی سطح پر اٹھارھویں صدی کی نعتیہ شاعری میں الفاظ اور مصرعوں کی ساخت کے عمل پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پیرایۂ بیان میں شعرا کا رجحان پیچیدہ ہے۔ یہاں نعت کہتے ہوئے اوصافِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں پیچیدہ ساخت کے حامل الفاظ زیادہ مستعمل نظر آتے ہیں۔ جس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ صفات کا متواتر ذکر کرنے کے لیے مرکب الفاظ ہی کے ذریعے ایجاز وایمائیت پیدا ہوتی ہے۔ پیچیدہ الفاظ کے استعمال کی چند صورتیں یہ ہیں:

سابقوں یا لاحقوں پر مشتمل الفاظ:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مقتبس اس کے نور کا تھا ارنی کا نعرہ زن بازوئے زورِ نور بخش تھا وہی دستِ بُت شکن
(حسرت عظیم آبادی)[۳۴]

وہی مخرب ہے لات و عزّا کا سرنگوں ساز قصرِ کسرا کا
(راسخ)[۳۵]

شبِ سیاہ میں زورق شکستہ بادیہ تند ہے آگے قلزم و پیچھے نہنگِ خوں آشام
جو ایسے وقت میں تو ہی نہ دست گیر ہو تو امید کس سے رکھے یاوری کی پھر یہ غلام
(قائم)[۳۶]

حروفِ عطف کے استعمال کی مختلف صورتیں ملتی ہیں۔ کہیں دو مختلف صوتی اکائی رکھنے والے الفاظ کے درمیان عطف واؤ کا استعمال ملتا ہے اور کہیں عطف واؤ کے ساتھ آنے والے دونوں الفاظ ایک ہی آواز سے شروع ہوتے ہیں۔ عطفِ واؤ یا اضافت کے لگاتار استعمال سے طویل مرکبات بھی بنائے گئے ہیں بعض اوقات پورا مصرع اسی طرح تشکیل پاتا ہے اور بعض جگہوں پر ان طویل مرکبات میں عطف اور اضافت کا بیک وقت استعمال کیا گیا ہے۔ مذکورہ صورتوں کی مختلف مثالیں ملاحظہ کیجیے:

مطلوب ہے زمان و مکان و جہان سے محبوب ہے ملک کا فلک کا عقول کا
(میرؔ)[۳۷]

عینِ اعیانِ دو عالم ہے محمد مصطفا مہرِ موجِ استقامت، ماہِ برجِ اصطفا
(قربی)[۳۸]

ہادیِ گمرہانِ بدکردار شافعِ بندگانِ عصیاں کار
چشمِ مشتاق جلوہ گاہِ شہود کیوں نہ ہو ناظرِ جمالِ ودود
(بیدارؔ)[۳۹]

نثارِ نام احمد تحفۂ جاں ہے احمد سے فروغِ چشمِ ایماں
(راسخ)[۴۰]

ہے حلّ و عقدِ جہاں اس پہ اس طرح موقوف کہے تو ہاتھ میں اس کے ہے آسمان کی زمام
(قائم)[۴۱]

منیب علی، نائب کردگار سرِ لشکرِ انبیاے کبار
(ناسخ)[۴۲]

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہادی طائفۂ گمراہاں فقر سرمایہ و شاہِ شاہاں

(راسخ)(۴۳)

اس عہد کی نعتیہ شاعری میں مرکب اضافی کا بہت استعمال نظر آتا ہے۔اضافت کے ساتھ بنائی گئی تراکیب میں کہیں دونوں الفاظ فارسی وعربی کے ہیں اور کہیں دونوں الفاظ ہندی سے لیے گئے ہیں۔ ہر شاعر کے ہاں تراکیب کی ندرت پسندی ملتی ہے۔صرف چند شعرا کے نعتیہ کلام سے تراکیب کی مثالیں پیش کرنا کافی ہوگا۔

سوداؔ: قرصِ مہِ تمام، منجنیقِ عرش، سنگِ تفرقہ، پامالِ حسرت، دیدۂ زنجیر، اندوہِ روزی، تکلیفِ مسلمانی، مہرِ الوہیت، قدِ رعنا

قائمؔ: کلفتِ غم، زیرِ غمام، اساسِ خانۂ دل، دانۂ آتش رسیدہ، خراشِ ندامت، گوشہ گیرِ خیال، سروشِ غیب، گوشِ دل، قصرِ داد، وضعِ نوید، بارِ حلم، دوشِ چرخ، جوفِ تخت، دستِ جود، رنگِ رُو، بنائے عیش، ساغرِ عیش، جامِ طرب

راسخؔ: مایۂ تخمیر، محیِ دیں، افتخارِ اکرمیں، سرپرستِ عاصیاں، پناہِ طالحسیں، کوہِ آہنیں، برہم زنِ دیں

جرأتؔ: سپہرِ معرفت، ایوانِ مراتب، خانۂ طاعت، شمعِ پارسائی

نظیرؔ: مخبرِ صادق، سرگروہِ مسلمیں، نزہتِ بُستانِ دیں، حبیبِ ذوالمنن

سادہ الفاظ کا استعمال بھی نظر آتا ہے مگر اس کا تناسب کم ہے۔مثنوی کی رواں دواں بحروں میں بھی شعرا عطف واضافت کے استعمال سے مرکب الفاظ لائے ہیں۔سادہ الفاظ کے استعمال کی چند مثالیں یہ ہیں:

آپ بھی عاشق پیغمبر پر ہوا نور سے اپنے اسے پیدا کیا
اس کی ہستی کا نہ ہوتا گر سبب تب یہ مخلوقات کچھ ہوتی نہ سب

(رنگینؔ)(۴۴)

جس جاگہ پہنچ نہیں کسو کی فوق اس سے مقام مصطفیٰ کا

(میرآثرؔ)(۴۵)

اٹھا کفر اسلام ظاہر کیا بتوں کو خدائی سے باہر کیا

(میرحسنؔ)(۴۶)

اٹھارھویں صدی کی نعتیہ شاعری میں ضمائر کے استعمال کا جائزہ لیاجائے تو ابتدائی عشروں میں ان کی نوعیت بعد کے زمانے سے کچھ مختلف رہی ہے۔مگر ضمائر کے استعمال کرنے میں کوئی حدِّ فاصل یا قدغن معلوم نہیں ہوتی۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

شعرا نے ضمائر کی قدیم و جدید صورتوں کو بیک وقت بھی روا رکھا ہے۔ یہ وصف اُس دور کی غزل میں بھی واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ نعت سے اس کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

جن نے بھیجا ہے ہم کو پیغمبر　　کہ ہوا گمرہوں کے تیئں رہبر
(آبروؔ)(۴۷)

تجھ در پہ آرزو میں سلیمان مثالِ مور　　کیوں کر نہ ہو کہ تجھ کو شہِ خسرواں کیا
(حاتمؔ)(۴۸)

بنایا ہے عالم کو او شاد وو　　ہے علم لدنی کا استاد وو
(سراج)(۴۹)

رکھا جب سے قدم مسند پہ آ، اُن نے شریعت کی　　کرے ہے موجِ بحرِ معدلت تب سے یہ طغیانی
(سوداؔ)(۵۰)

اُمید رکھی بہت میں یاں جس تس سے　　مجھ کو نہ کیا پہ زور کسو نے
کہلا کے ترا یہ دکھ اپنا جا کر　　کس سے کہوں یارسولِ اکرمؐ کس سے
(قائم)(۵۱)

اٹھارھویں صدی کی نعتیہ شاعری میں جمع بنانے کے قواعد بھی روایت کے تتبع اور انفرادیت کی آمیزش کے سبب بتدریج تغیر پذیر نظر آتے ہیں۔ اں، وں، یں، ئیاں، لگا کر الفاظ کی جمع بنائی جاتی ہے۔

ہے سب گمرہوں کا وہی رہنما　　ہے خیرالوریٰ احمدِ مجتبیٰ
(سراج)(۵۲)

بحرِ عصیاں سے لگایا سب گنہگاروں کو پار　　عُذر خواہی میں تری آنکھوں سے جوئیں بہہ چلیں
(راسخ)(۵۳)

ہے سب سروراں میں اسے سروری　　اسی پر ہوا ختمِ پیغمبری
(سراج)(۵۴)

شاہِ دوجہاں فخرِ زماں سرورِ پاکاں　　ہے کحلِ بصر ذرۂ پا اس کے قدم کا
(بیدارؔ)(۵۵)

جن مرداں کو آنکھیں دیاں ہیں خدا نے وَے　　سرمہ کریں ہیں رہ کی تری خاک دھول کا
(میرؔ)(۵۶)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

یہاں 'دی' فعل کی جمع 'دیاں' اور ضمیر 'وہ' کی جمع 'وے' بھی ملاحظہ ہو۔
یہ زبان ولی کی اس زبان سے مختلف معلوم نہیں ہوتی۔

گر کرے بحر پر غضب کی نظر ماہیاں جائیں جل کے بھیتر جل
کاملاں سوں سناہوں یہ نکتہ عشق اس کا ہے ہادیٔ اکمل

(ولی)[۵۷]

واحد لفظ کا جمع کے محل پر اور جمع الفاظ کا واحد کے طور پر استعمال بھی ملتا ہے:

فیض امت پر یہاں تک عام ہے
قم بازنی کا یہاں احکام ہے

(رنگین)[۵۸]

الفاظ کے استعمال کی کئی دلچسپ صورتیں اس صدی کے شعرا کے ہاں دستیاب ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

قدیم اردو میں ایک عام طریقہ یہ تھا کہ عربی، فارسی، ہندی الفاظ کے ساتھ پن، ہار، یا 'ہارا' کے لاحقے سے اسم فاعل بنا لیتے تھے۔[۵۹]

جعفر زٹلی کے ہاں نعت میں اس کی مثال دیکھیے:

محمد پار اتارن ہار سب کا
محمد سرور و سالار سب کا

(جعفر زٹلی)[۶۰]

اٹھارھویں صدی کی شاعری میں مستعمل افعال کی مختلف صورتیں زبان کے بتدریج ارتقا کی عکاس ہیں۔ مصادر کی مختلف شکلیں ہندی، فارسی اور عربی کے اختلاط سے سامنے آئیں وہ بعض صورتوں میں اُردو زبان کا حصہ ہوگئیں اور بعض صورتیں آنے والے دور میں متروک ٹھہریں۔ فعل ماضی، فعل حال، فعل ناقص اور امدادی افعال کو قدآور شعرا نے اپنے انفرادی منشا کے تحت برتا تو یہ تجدّد کا عمل، زبان کی توسیع کا عامل بھی بن گیا۔ افعال کی مختلف صورتیں جو اٹھارھویں صدی کی شاعری کا امتیاز ہیں۔ ذیل میں نعتیہ شاعری سے اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

مطیع امر کا تیرے نہ ہوئے کیوں کہ سپہر ہے ہفت پشت سے اس خاندان کا وہ غلام

(قائم)[۶۱]

جس کا کُھلا نہ مرتبہ حضرت جبرئیل پر ہیں گے درود خواں ملک اس کے رُخ جمیل پر

(حسرت عظیم آبادی)[۶۲]

کھینچوں ہوں نقصانِ دینی یارسول تیری رحمت ہے یقینی یارسول

روؤں ہوں شرمِ گنہ سے زار زار بے عنایت کچھ نہیں اسلوبِ کار
(میرؔ)[۶۳]

ہے تجھ کو جنوں کی قسم اے جذبِ محبت اس نورِ تجلی کی جھلک مجھ کو جھکا لا
(انشاء)[۶۴]

اس کا ملیح رنگ تھا نقدِ صفا کے تئیں محک
بولے ہیں اس کی نعت میں لے کے سماسے تاسمک
(حسرت عظیم آبادی)[۶۵]

جدھر اُس شہنشاہ کا گھر اتھا
اودھر سب خلائق کا جھمّر اتھا
(آگاہ)[۶۶]

الفاظ کی تذکیر وتانیث کے ضمن میں بھی اس عہد کی نعتیہ شاعری متنوع رویوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ بعض شعرا نے قدیم انداز کی پیروی میں عوامی بول چال کی صورت ہی کو رائج رکھا۔ الفاظ جس طرح بولے جاتے تھے اس طرح شعر میں باندھے جاتے تھے مگر بعض شعرا نے عوامی بولی کے بجائے ادبی زبان کا تتبع کیا ہے۔ اس صدی کی ابتدا سے وسط تک ایسے نمونے بھی ملتے ہیں جہاں ایک ہی شاعر کے دیوان میں مختلف صورتیں مستعمل ہیں گویا ضرورتِ شعری کے تحت یہ تبدل گوارا کرلیا جاتا تھا۔ میر وسودا کے عہد تک آتے آتے بھی ہمیں تذکیر وتانیث کی ایسی صورتیں ملتی ہیں جو موجودہ زمانے میں حتیٰ کہ اس زمانے میں بھی تقریباً غیر مروّج تھیں۔

الفاظ کے تلفظ کے حوالے سے بھی یہی صورتحال دکھائی دیتی ہے۔ ایک ہی لفظ مختلف تلفظ کے ساتھ باندھا جاتا ہے۔ شعرا نے مذکورہ بالا سیاق وسباق میں تذکیر وتانیث کی طرح، الفاظ کے تلفظ میں بھی اختلاف رکھا ہے۔

ولیؔ کے ہاں تذکیر وتانیث اور تلفظ کی ایسی کئی مثالیں ہیں:

تجھ نور کی بخشش ستی یہ سُور ہور چندا ہُوا
تیری زُلف کی باس سوں یہ مشک ہور عنبر ہُوا
(ولیؔ)[۶۷]

ڈاکٹر جمیل جالبی ''ردِعمل کی تحریک'' کے باب میں لکھتے ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اب تک ضرورتِ شعری کے لیے متحرک لفظ کو ساکن اور ساکن کو متحرک باندھنا کوئی عیب نہیں تھا۔ اب اس بات پر زور دیا گیا کہ جو لفظ متحرک ہے اسے متحرک اور جو ساکن ہے اسے ساکن استعمال کرنا چاہیے۔[۶۸]

مختلف عشروں میں تلفظ کا فرق دیکھیے:

وہ افضل البشر ہے، وہ شافع حَشر ہے ہر جا وہی نشر ہے، سالار اصفیا کا
(قربیؔ)[۶۹]

جہاں وہ ہے واں جبرئیلِ امیں اڑے حَشر تک تو پہنچتا نئیں
(میرؔ)[۷۰]

زبان کے حوالے سے اٹھارھویں صدی کی شاعری کا ایک رجحان حروف کا حذف کرنا ہے۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں:

'نے' فاعل کی علامت کے طور پر قدیم ہندی میں کہیں مستعمل نہیں ہوا اور ہندی کی پوری شاخوں میں اس کا وجود نہیں۔ تلسی داس تک کے کلام میں بھی کہیں اس کا استعمال نہیں پایا جاتا۔ اس کا استعمال اس طور پر غالباً اس وقت شروع ہوا جبکہ اردو نے اپنا سکہ جمایا۔[۷۱]

اُردو کے سکہ جمانے کے بعد بھی 'نے' کا لازمی استعمال دکھائی نہیں دیتا۔ شعرا نے ضرورتِ شعری سے اسے اپنایا یا حذف کیا ہے، یہ رجحان اٹھارھویں صدی کے وسط تک کمزور پڑ گیا اور بعد کی شاعری میں معدوم ہے۔

حق کیا خورشید وحدت کا تجھے
اس سورج کا ایک ذرّہ کر مجے
(قربیؔ)[۷۲]

حذف کی یہی صورت دیگر حروف کے ساتھ بھی ہے:

کہ جس واسطے خلق پیدا کیا زمیں آسماں سب ہویدا کیا
('کے' کا حذف)

کیا حق نے لولاک جس شان میں شہنشاہ ہے ملک عرفان میں
('کی' کا حذف) سراجؔ[۷۳]

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

نہ ویسا ہوا کوئی بھی ابتدا نہ اس باج ہووے گا اب کوئی دوجا

('میں' کا حذف)

اس سوا اور کچھ نہ تھا موجود کہ رہے آنکھوں کے آگے حق موجود

('کے' کا حذف) بیدار[۷۴]

اُردو شاعری کا عہد زریں اٹھارھویں صدی ہی کا حصہ ہے لہٰذا بحیثیت مجموعی اس عہد کی شاعری زبان و بیان کے اعتبار سے بطور سند پیش کی جاتی ہے۔ زبانِ شعر کو جو سلاست و روانی اس دور میں میسر آئی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ البتہ اس عہد کے شعرا کا مطالعہ کرتے ہوئے جہاں روزمرہ بول چال اور نثر کے قریب مصرعے بے شمار ہیں۔ وہیں فقروں کی ساخت میں نامانوس تراکیب اور الفاظ کی ترتیب میں ادق کے نمونے بھی ملتے ہیں۔ نعتیہ شاعری کے حوالے سے یہ صورت حال قصائد میں خصوصاً نظر آتی ہے۔ جہاں وہ شعرا بھی طباعی دکھانے کو غریب اور کم مستعمل الفاظ شعر میں لاتے ہیں جن کی غزلیہ شاعری صفائی و سلاست سے عبارت ہے۔ قاعدے سے ہٹ کر الفاظ کا استعمال بھی ملتا ہے۔ مثلاً آبرو کا یہ شعر دیکھیے:

اس کو پیچھو کوئی پیغمبر نہیں
کوئی اس کا جہاں میں ہمسر نہیں

(آبرو)[۷۵]

حسرت عظیم آبادی کے نعتیہ مخمس سے زبان و بیان کی مثالیں دیکھیے:

جرم قمر کے تئیں کیا جس کی انا ملوں نے شق
صبح صفا و صدق کا سرخ سرخ اس کا تھا شفق
اس کے ضمیر پاک پر کشف تھا سرِ نُہ طبق
ختم رسل خطاب خاص شان اسی کی ہے بحق

صل علی محمد، صل علی محمد

احمد املح عرب عشق خدا کا تھا حبیب
کس کے تئیں یہ مرتبہ اس کے سوا ہوا نصیب
خلعت قرب حق کا تھا باب وہ قد جامہ زیب
متکی اس کے در کے ہیں لے کے غنی سے تا غریب

صلِ علیٰ محمد، صلِ علیٰ محمد

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

آدم اگرچہ پیشتر اس سے تھا ممکن الوجود
پرتوِ نور اس کا تھا، اس کا بھی باعثِ شہود
ہو ہے سپاہ پیش رو، شاہ کرے ہے پس درود
صبح دوم نخست سے دیکھ رہے ہے کیا نمود

صلِ علیٰ محمد، صلِ علیٰ محمد(۷۶)

اٹھارھویں صدی کی شاعری میں لفظیات سے متعلق کچھ باتیں گزشتہ صفحات میں بھی زیرِ بحث آ چکی ہیں۔ اس صدی کی شاعری میں مختلف مرحلوں پر لفظوں کے انتخاب میں شعرا کے ہاں بہت گہرا فرق موجود نہیں۔ ابتداً دکنی زبان کے اثرات سبھی شعرا کے ہاں ملتے ہیں۔ بتدریج ایہام گوئی کی تحریک اور اصلاحِ زبان کی تحریک کے زیرِ اثر زبان مزید تغیرات سے آشنا ہوئی۔ سبھی اہم شعرا ہندی الفاظ کو بھی تصرف میں لائے نیز فارسی و عربی الفاظ کو بھی ریختہ کے لہجے میں بحسن وخوبی پیوست کیا۔

چوں کہ یہ اُردو کے اہم ترین شعرا کا عہد ہے لہٰذا ایسی مثالیں کم ملتی ہیں کہ جہاں اشعار میں محض بھرتی کے الفاظ موجود ہوں اس کے بجائے کم لفظوں میں زیادہ خیال اور ایجاز و ایمائیت کو مدنظر رکھا گیا ہے تکرارِ الفاظ کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔ صوتیات کے ضمن میں ان مثالوں کا ذکر آ چکا ہے یہاں ان کا دہرایا جانا باعثِ طوالت ہوگا۔

بعض الفاظ مثلاً ایدھر، اودھر، کیدھر، جیدھر کے ساتھ ساتھ ان کی جدید صورتیں یعنی جدھر، کدھر، ادھر بھی بیک وقت مستعمل ہیں۔ کسو، کبھو کے ساتھ کسی، کبھی، بھی اٹھارھویں صدی ہی کے شعرا نے استعمال کیا ہے۔ بعض الفاظ ٹک، کنے، لوہو، ووہیں، ووں تا وغیرہ کا استعمال میر وسودا کے عہد تک ملتا ہے بعد میں ان کا استعمال ترک ہوگیا۔

ولی تک کی شعری روایت میں کوں، کد، بھیتر، سیں، جس، تس، باج، دوجا، جیوں، اچھے، اچھو اور ایسے کئی الفاظ جو مستعمل تھے وہ شمالی ہند کی ابتدائی شاعری میں بھی موجود ہیں۔ اگلے برسوں میں ان کا استعمال ترک ہوا:

خاتم الانبیاء محمد ہے   کوئی اس سا جہان میں کد ہے
(آبرو)(۷۷)

شرع اس کی تے اور شرع تمام   باطل اور شر کر دیے گمنام
(آبرو)(۷۸)

ہے ذات اس کی مطلق اوچ عہد اور وہی حق   حق سے کہتا ہوں یو حق نیں یوں بچن ریا کا
(قربی)(۷۹)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

آسماں اوہے، زمیں او، بحر و بر، معدن وہی دُر وہی، گوہر وہی، بجہ توں وہی ہے جابجا
(ایضاً)(۸۰)

یا محمد تجہ کرم سیں ہوں سدا امیدوار جلوۂ ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا
(سراجؔ)(۸۱)

شہِ دوسرا میں تمارا چہ ہوں بھلا ہور برا میں تمارا چہ ہوں
کرم تم کریں ناں تو کاں جاؤں میں بجز در تمارے کدر دھاؤں میں
(قربیؔ)(۸۲)

الفاظ کے استعمال میں اٹھارھویں صدی کے شعرا کے ہاں نت نئی صورتیں ملتی ہیں۔ ایک ہی مصرعے، ایک ہی شعر یا ایک ہی نعتیہ غزل کے اشعار میں مختلف ذائقے مجتمع ہیں، عربی و فارسی الفاظ وتراکیب، فارسی و ہندی الفاظ کا یکجا استعمال، ہم شکل الفاظ کا استعمال اور منفرد تراکیب کے علاوہ مشتقات بنانے کا بھی منفرد رجحان بڑے شعرا کے ہاں ملتا ہے۔ تکرارِ الفاظ خود ایک صفت ہے جس سے بعض اوقات مزید کوئی صفت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان خصوصیات کی بالترتیب مثالیں ملاحظہ ہوں:

جو کوئی درگہِ عالی کا تیری ہو زوّار لگے پلک سے پلک پھر نہ اس کی آئنہ وار
سپہر پایہ ہے وہ آستاں تراجس میں ستارہ وار ہیں گل میخ دیدۂ بیدار
تراوہ ابرِ کرم خلق پر ہے سایہ فگن بجھا دے آتشِ دوزخ کو جس کی ایک پھُہار
(جوششؔ)(۸۳)

نہ ہوتی آب ریز اس کی اگر چشم نہ سرد ہوتی خدا کی آتشِ خشم
(راسخؔ)(۸۴)

میں وہ عاصی ہوں کہ ہوتا گر نہ تُو میرا شفیع کرتے روزِحشر مجھ کو پیش خیل فاسقیں
(راسخؔ)(۸۵)

جرم کی کھو شرمگینی یارسول اور خاطر کی حزینی یارسول

مجرمِ عاجز ہوں کرٹک تقویت تو ہے صاحب تجھ سے ہے یہ مسئلت

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

رُوسیاہی جرم سے ہے بیشتر رُو سفیدوں میں خجل مجھ کو نہ کر

(میرؔ)(۸۶)

دیوانِ ولیؔ جو شمالی ہند میں ریختہ گوئی کا محرک ہے اس کے نعتیہ کلام میں تلمیحات کا بہت استعمال ملتا ہے۔ بعد کے شعرا نے بھی نعتیہ مضامین کی ادائی میں کم و بیش انھی تلمیحات کو دہرایا ہے ان تلمیحات میں انبیاے سابق کے معجزات، آنحضور کے معجزات اور قرآن و حدیث کے متعلق اشارے شامل ہیں۔

کیا کہوں نعت اس شہِ لولاک کی
جس کے باعث ہے یہ عزت خاک کی

(رنگینؔ)(۸۷)

کیا حق نے لولاک جس شان میں شہنشاہ ہے ملک عرفان میں

(سراجؔ)(۸۸)

حدیثِ من رائی دال ہے اس گفتگو اوپر کہ دیکھا جس نے اس کو ان نے دیکھی شکل نورانی

(سوداؔ)(۸۹)

فقہ و تصوف کی اصطلاحات بھی اس عہد کی نعتیہ شاعری میں ملتی ہیں:

امکان نہ تھا ممکن و واجب کو سمجھنا مظہر جو نہ ہوتا تو حدوث اور قدم کا
ہے جرم نہ کردہ کی مرے عفو خریدار تا گرم ہے بازار تیرے بیع سلم کا

(قائمؔ)(۹۰)

بعض الفاظ و تراکیب جو آج شعری روایت میں مستقل ایک ہی صورت میں مستعمل نظر آتے ہیں ان کے مختلف استعمال کی مثالیں بھی کچھ شعرا کے ہاں نظر آتی ہے۔ مثلاً حسرت عظیم آبادی کے ہاں کونین کے بجائے ''دوکون'' کا استعمال دیکھیے:

ہو، نہ ہوا ہے دوسرا، اس سا دو کون میں مکیں(۹۱)

اسی طرح حضرت ابراہیم پر آتشِ نمرود کا گلزار ہونا ہم سنتے آئے ہیں لیکن شاعر نے گلزار کے بجائے 'چمن' باندھا ہے۔

آگ ہوئی خلیل پر لطف اسی کے سے چمن(۹۲)

مترادفات کا یہ انوکھا استعمال معنیات کے حوالے سے بھی اہم ہے۔ جبکہ ایسی مثالیں بھی نظر سے گزرتی

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

ہیں جن میں الفاظ کے وہ معنی مراد ہیں جو عموماً مراد نہیں لیے جاتے۔ سوداؔ اور مصحفیؔ نے ان اشعار میں 'پیدا ہے' کو 'واضح ہے' کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ علاوہ ازیں 'دلچسپ' کو بھی حسین و دلکش کے معنوں میں لیا ہے۔

نہ ہونے سے جدا سایہ کے اس قامت کے پیدا ہے
قیامت ہووے گا دلچسپ وہ محبوبِ سبحانی

(سوداؔ)(۹۳)

جو خصم ہیں، بادِ دمِ شمشیر سے اس کی   پیدا ہے کہ شوریدہ تراز برگِ خزاں ہیں

(مصحفیؔ)(۹۴)

سراجؔ کے ہاں 'ایمان لانا' کے بجائے 'دین لانا' کا استعمال دیکھیے۔ یہ طریقۂ استعمال فی زمانہ بلکہ اُس زمانے کے دیگر شعرا کے ہاں بھی نظر نہیں آتا۔

نہ لاتے تھے کافر اول اس پہ دیں
پچھے معجزے دیکھ لائے یقیں(۹۵)

الفاظ کو منفرد چست اور برجستہ سیاق و سباق دینا شاعر کی استعداد پر ہے۔ اٹھارھویں صدی کی نعتیہ شاعری سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس معنیاتی وسعت اور نیرنگی کے امکانات مذکورہ عہد میں بھی فروزاں نظر آتے ہیں۔ الفاظ کو تشبیہی تعلق سے باہم منسلک کرنا، الفاظ کے سماجی معنوں کو مختلف سیاق عطا کرنا۔ شمالی ہند کے ابتدائی شعرا نیز عہدِ زریں کے شعرا میں نظر آتا ہے حتیٰ کہ ولی کی شاعری میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں۔

دائم سخن کے لب اُپر تجھ قول کی شکر رکھوں   ہر دم طبع کی سیس پر تجھ یاد کا افسر رکھوں

(ولیؔ)(۹۶)

غفلت کے تار ہوش کے تیشے سے کاٹ ہم   گلشن بنا کے دل کو تمھارا مکاں کیا

(حاتم)(۹۷)

سجدہ کرے ہیں مہر و مہ در پہ انھوں کے روز و شب
مبرہن اس سے یوں ہوا داعی ہیں یہ غلام دو

(سوداؔ)(۹۸)

اٹھارھویں صدی کی نعتیہ شاعری کے اسلوبیاتی جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صدی میں زبان نے اردوئے قدیم سے لے کر شائستہ اردو تک جو سفر طے کیا املا، تلفظ اور لہجے نے جو ترقی حاصل کی۔ اس کی جھلک نعتیہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

شاعری میں بھی برابر جھلکتی ہے۔ اسما، افعال اور حروف کے تغیرات کا بھی علم ہوتا ہے۔ ہندی اور فارسی کی یہ گھلاوٹ اٹھارھویں صدی میں جس خوب صورتی سے عمل میں آئی۔ اس عہد کی نعت بھی اس کی عکاسی کرتی ہے۔ جو اس بات پر بھی دال ہے کہ کسی بھی عہد کے زبان و ادب کے مطالعے میں نعت بھی دیگر اصنافِ سخن ہی کی طرح ادب کے مرکزی دھارے کا حصہ ہے۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ، مباحث، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء)، ص ۴۲
۲۔ ڈاکٹر الف د نسیم، بارھویں صدی ہجری میں دلی کا شاعرانہ ماحول، (لاہور: اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۹ء)، ص ۱۳
۳۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ، ولی سے اقبال تک، (لاہور: سنگِ میل، ۲۰۱۴ء)، ص ۸۷
۴۔ مولوی عبدالحق، قواعد اُردو، (لاہور: مشتاق بک کارنر، ۲۰۱۳ء)، ص ۰۸
۵۔ محمد اکبرالدین صدیقی (مرتب)، دیوانِ عشق اورنگ آبادی، (حیدرآباد: ادارہ ادبیات اُردو، ۱۹۶۰ء)، ص ۰۶
۶۔ آفتاب شاہ عالم ثانی، عجائب القصص، مرتبہ راحت افزا بخاری، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۵ء)، ص ۰۵
۷۔ عبدالباری آسی (مرتب)، کلیاتِ میر، (لکھنؤ: مطبع نول کشور، ۱۹۴۱ء)، ص ۲۱۰
۸۔ سیّد محمد فضل اللہ صاحب (مرتب)، دیوانِ قربی، (حیدرآباد دکن: اعجاز پرنٹنگ پریس، ۱۹۶۴ء)، ص ۳۵
۹۔ راسخ عظیم آبادی، مثنوی حسن و عشق مشمولہ مثنویاتِ راسخ، مرتبہ ممتاز احمد، (پٹنہ: لیتھو پریس، ۱۹۵۷ء)، ص ۳
۱۰۔ سعادت یار خاں رنگین، فرس نامۂ رنگین، (لکھنؤ: مطبع نول کشور، ۱۸۷۶ء)، ص ۱
۱۱۔ مرزا رفیع سودا، کلیاتِ سودا، جلد اوّل، (لکھنؤ: مطبع نول کشور، ۱۹۳۲ء)، ص ۰۲
۱۲۔ عبدالباری آسی (مرتب)، کلیاتِ میر، ص ۲۱۷
۱۳۔ ڈاکٹر مہر جہاں، میر اسد علی خاں تمنا: حیات اور ادبی کارنامے، (حیدرآباد دکن: ناشر مصنفہ، ۱۹۸۴ء)، ص ۱۹۷
۱۴۔ عبدالقادر سروری (مرتب)، کلیاتِ سراج، (نئی دہلی: قومی کونسل، برائے فروغ اُردو زبان، ۱۹۹۸ء)، ص ۱۲۵
۱۵۔ اقتدا حسن (مرتب)، کلیاتِ قائم، جلد اوّل، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۵ء)، ص ۰۲
۱۶۔ شکیب ایاز (مرتب)، دیوانِ راسخ عظیم آبادی، (پٹنہ: خدا بخش لائبریری، ۲۰۰۶ء)، ص ۵۶
۱۷۔ یونس جاوید (مرتب)، کلیاتِ ناسخ، جلد اوّل، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۸۷ء)، ص ۳
۱۸۔ ڈاکٹر اسما سعیدی، دیوانِ حسرت عظیم آبادی، (نئی دہلی: ترقی اُردو بورڈ، ۱۹۶۰ء)، ص ۴۵۵
۱۹۔ ڈاکٹر مہر جہاں، میر اسد علی خاں تمنا: حیات اور ادبی کارنامے، ص ۱۹۷
۲۰۔ یونس جاوید (مرتب)، کلیاتِ ناسخ، ص ۳
۲۱۔ شفقت رضوی (مرتب)، دیوانِ مہ لقابائی چندا، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۹۰ء)، ص ۹۳
۲۲۔ حبیب اللہ غضنفر (مرتب)، مثنویِ ناسخ، (الہ آباد: کتابستان، ۱۹۳۱ء)، ص ۲۶
۲۳۔ اقتدا حسن (مرتب)، کلیاتِ قائم، جلد دوم، مرتبہ، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۵ء)، ص ۷۸
۲۴۔ قاضی عبدالودود (مرتب)، دیوانِ جوشش، (دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۴۱ء)، ص ۲۴۲

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۵۔ عبدالقادر سروری (مرتب)، کلیاتِ سراج، ص ۲۷۶
۲۶۔ شکیب ایاز (مرتب)، دیوانِ راسخ عظیم آبادی، ص ۵۶
۲۷۔ ایضاً
۲۸۔ جلیل قدوائی (مرتب)، دیوانِ بیدار، (الٰہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی، ۱۹۳۷ء)، ص ۱۱۵
۲۹۔ مرزا رفیع سودا، کلیاتِ سودا، جلد اوّل، ص ۲۲۴
۳۰۔ اقتدا حسن (مرتب)، کلیاتِ جرأت، جلد اوّل، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۸ء)، ص ۲
۳۱۔ مسعود حسین خاں، اردو صوتیات کا خاکہ، مشمولہ اردوئے معلّٰی، لسانیات نمبر، شمارہ ۴، ۵، جلد سوم، مرتبہ: خواجہ احمد فاروقی، شعبۂ اُردو، دہلی یونی ورسٹی، ص ۱۱۰، ۱۱۱
۳۲۔ اقتدا حسن (مرتب)، کلیاتِ قائم، جلد دوم، ص ۸۷
۳۳۔ ڈاکٹر نور الحسن نقوی (مرتب)، کلیاتِ مصحفی، جلد نہم، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۹۹ء)، ص ۳۶
۳۴۔ ڈاکٹر اسما سعیدی، دیوانِ حسرت عظیم آبادی، ص ۴۵۵
۳۵۔ راسخ عظیم آبادی، مثنوی حسن و عشق مشمولہ مثنویاتِ راسخ، مرتبہ ممتاز احمد، ص ۳
۳۶۔ اقتدا حسن (مرتب)، کلیاتِ قائم، جلد دوم، ص ۸۷
۳۷۔ عبدالباری آسی (مرتب)، کلیاتِ میر، ص ۲۱۰
۳۸۔ سیّد محمد فضل اللہ صاحب (مرتب)، دیوانِ قربی، ص ۳۵
۳۹۔ جلیل قدوائی (مرتب)، دیوانِ بیدار، ص ۱۱۵
۴۰۔ راسخ عظیم آبادی، مثنوی نیرنگِ محبت مشمولہ مثنویاتِ راسخ، مرتبہ ممتاز احمد، ص ۷
۴۱۔ اقتدا حسن (مرتب)، کلیاتِ قائم، جلد دوم، ص ۸۷
۴۲۔ حبیب اللہ غضنفر (مرتب)، مثنویِ ناسخ، ص ۲۶
۴۳۔ راسخ عظیم آبادی، مثنوی نور انظار مشمولہ مثنویاتِ راسخ، مرتبہ ممتاز احمد، مثنوی، ص ۳
۴۴۔ سعادت یار خاں رنگین، مثنوی رنگین، (دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۸۴۵ء)، ص ۳، دیکھیے: https://www.rekhta.org/ebooks/masnavi-e-rangeen-ebooks?lang=ur
۴۵۔ عبدالحق (مرتب)، دیوانِ اثر، (علی گڑھ: مسلم یونی ورسٹی پریس، ۱۹۳۰ء)، ص ۱
۴۶۔ میر حسن، مثنوی سحر البیان، اتر پردیش، (لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۵۵ء)، ص ۶۷
۴۷۔ ڈاکٹر محمد حسن (مرتب)، دیوانِ آبرو، (نئی دہلی: ترقی اُردو بیورو، ۲۰۰۰ء)، ص ۳۳۴
۴۸۔ شیخ ظہور الدین حاتم، دیوان زادہ، مرتبہ: عبدالحق، (نئی دہلی: دِلّی کتاب گھر، ۲۰۱۱ء)، ص ۱۰۷
۴۹۔ عبدالقادر سروری (مرتب)، کلیاتِ سراج، ص ۲۷۶
۵۰۔ مرزا رفیع سودا، کلیاتِ سودا، جلد اوّل، ص ۲۲۲
۵۱۔ اقتدا حسن (مرتب)، کلیاتِ قائم، جلد دوم، ص ۳
۵۲۔ عبدالقادر سروری (مرتب)، کلیاتِ سراج، ص ۲۷۶
۵۳۔ شکیب ایاز (مرتب)، دیوانِ راسخ عظیم آبادی، ص ۵۶
۵۴۔ عبدالقادر سروری (مرتب)، کلیاتِ سراج، ص ۲۷۶
۵۵۔ جلیل قدوائی (مرتب)، دیوانِ بیدار، ص ۱۱۵

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۵۶۔ عبدالباری آسی (مرتب)، کلیاتِ میر، ص۲۱۰
۵۷۔ نورالحسن ہاشمی (مرتب)، کلیاتِ ولیؔ، (لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۹ء)، ص۳۴۸
۵۸۔ سعادت یار خاں رنگین، مثنوی رنگین، ص۳
۵۹۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، جلد دوم، (لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ۱۹۹۴ء)، ص۶۱۷
۶۰۔ جعفر زٹلی، زٹل نامہ (کلیاتِ جعفر)، مرتبہ: رشید حسن خان، (نئی دہلی: انجمن ترقی اُردو ہند، ۲۰۰۲ء)، ص۱۲۱
۶۱۔ اقتدا حسن (مرتب)، کلیاتِ قائم، جلد دوم، ص۸۷
۶۲۔ ڈاکٹر اسما سعیدی، دیوانِ حسرت عظیم آبادی، ص۴۵۵
۶۳۔ عبدالباری آسی (مرتب)، کلیاتِ میر، ص۲۱۷
۶۴۔ خلیل الرحمٰن داؤدی (مرتب)، کلیاتِ انشا، (لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ۱۹۶۹ء)، ص۲
۶۵۔ ڈاکٹر اسما سعیدی، دیوانِ حسرت عظیم آبادی، ص۴۵۵
۶۶۔ مولانا باقر آگاہ، ہشت بہشت، (بمبئی: مطبع گلزار حسنی، ۱۹۰۱ء)، ص۹۳
۶۷۔ نورالحسن ہاشمی (مرتب)، کلیاتِ ولیؔ، ص۴۵۵
۶۸۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، جلد دوم، ص۳۵۲
۶۹۔ سیّد محمد فضل اللہ صاحب (مرتب)، دیوانِ قربی، ص۳۵
۷۰۔ عبدالباری آسی (مرتب)، کلیاتِ میر، ص۹۳۷
۷۱۔ مولوی عبدالحق، قواعد اُردو، ص۱۳۲
۷۲۔ سیّد محمد فضل اللہ صاحب (مرتب)، دیوانِ قربی، ص۹۱
۷۳۔ عبدالقادر سروری (مرتب)، کلیاتِ سراج، ص۲۷۶
۷۴۔ جلیل قدوائی (مرتب)، دیوانِ بیدار، ص۱۱۵
۷۵۔ ڈاکٹر محمد حسن (مرتب)، دیوانِ آبرو، ص۳۳۴
۷۶۔ ڈاکٹر اسما سعیدی، دیوانِ حسرت عظیم آبادی، ص۴۵۵
۷۷۔ ڈاکٹر محمد حسن (مرتب)، دیوانِ آبرو، ص۳۳۴
۷۸۔ ایضاً
۷۹۔ سیّد محمد فضل اللہ صاحب (مرتب)، دیوانِ قربی، ص۳۵
۸۰۔ ایضاً، ص۳۶
۸۱۔ عبدالقادر سروری (مرتب)، کلیاتِ سراج، ص۱۲۵
۸۲۔ سیّد محمد فضل اللہ صاحب (مرتب)، دیوانِ قربی، ص۹۲
۸۳۔ قاضی عبدالودود (مرتب)، دیوانِ جوشش، ص۲۴۲
۸۴۔ راسخ عظیم آبادی، مثنوی نیرنگِ محبت مشمولہ مثنویاتِ راسخ، مرتبہ ممتاز احمد، ص۷
۸۵۔ شکیب ایاز (مرتب)، دیوانِ راسخ عظیم آبادی، ص۵۶
۸۶۔ عبدالباری آسی (مرتب)، کلیاتِ میر، ص۲۰۷
۸۷۔ سعادت یار خاں رنگین، مثنوی رنگین، ص۳
۸۸۔ عبدالقادر سروری (مرتب)، کلیاتِ سراج، ص۲۷۶

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۸۹۔ مرزا رفیع سودا، کلیاتِ سودا، جلد اوّل، ص ۲۲۶
۹۰۔ اقتدا حسن (مرتب)، کلیاتِ قائم، جلد دوم، ص ۷۸
۹۱۔ ڈاکٹر اسما سعیدی، دیوانِ حسرت عظیم آبادی، ص ۴۵۵
۹۲۔ ایضاً
۹۳۔ مرزا رفیع سودا، کلیاتِ سودا، جلد اوّل، ص ۲۲۶
۹۴۔ ڈاکٹر نور الحسن نقوی (مرتب)، کلیاتِ مصحفی، جلد نہم، ص ۳۶
۹۵۔ عبدالقادر سروری (مرتب)، کلیاتِ سراج، ص ۲۷۶
۹۶۔ نور الحسن ہاشمی (مرتب)، کلیاتِ ولی، ص ۳۳۴
۹۷۔ شیخ ظہور الدین حاتم، دیوان زادہ، مرتبہ: عبدالحق، ص ۱۰۷
۹۸۔ مرزا رفیع سودا، کلیاتِ سودا، جلد اوّل، ص ۲۲۴

ماٰخذ

۱۔ آسی، عبدالباری (مرتب)، کلیاتِ میر، لکھنؤ: مطبع نول کشور، ۱۹۴۱ء
۲۔ آگاہ، باقر، مولانا، ہشت بہشت، بمبئی: مطبع گلزار حسنی، ۱۹۰۱ء
۳۔ ایاز، شکیب (مرتب)، دیوانِ راسخ عظیم آبادی، پٹنہ: خدا بخش لائبریری، ۲۰۰۶ء
۴۔ ثانی، آفتاب شاہ عالم، عجائب القصص، مرتبہ راحت افزا بخاری، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۵ء
۵۔ جالبی، جمیل، ڈاکٹر، تاریخِ ادبِ اردو، جلد دوم، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۹۴ء
۶۔ جاوید، یونس (مرتب)، کلیاتِ ناسخ، جلد اوّل، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۸۷ء
۷۔ جہاں، مہر، ڈاکٹر، میر اسد علی خاں تمنا: حیات اور ادبی کارنامے، حیدرآباد دکن: ناشر مصنفہ، ۱۹۸۴ء
۸۔ حاتم، شیخ ظہور الدین، دیوان زادہ، مرتبہ: عبدالحق، نئی دہلی: دلّی کتاب گھر، ۲۰۱۱ء
۹۔ حسن، اقتدا (مرتب)، کلیاتِ قائم، جلد اوّل، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۵ء
۱۰۔ ____، ____، جلد دوم، مرتبہ، ____: ____، ____
۱۱۔ ____، کلیاتِ جرأت، جلد اوّل، ____: ____، ۱۹۶۸ء
۱۲۔ حسن، محمد، ڈاکٹر (مرتب)، دیوانِ آبرو، نئی دہلی: ترقی اُردو بیورو، ۲۰۰۰ء
۱۳۔ حسن، میر، مثنوی سحر البیان، اتر پردیش، لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۵۵ء)، اشاعت سوم
۱۴۔ داؤدی، خلیل الرحمٰن (مرتب)، کلیاتِ انشا، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۹ء
۱۵۔ رضوی، شفقت (مرتب)، دیوانِ مہ لقابائی چندا، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۹۰ء
۱۶۔ رنگین، سعادت یار خاں، فرس نامۂ رنگین، لکھنؤ: مطبع نول کشور، ۱۸۷۶ء
۱۸۔ زٹلی، جعفر، زٹل نامہ (کلیاتِ جعفر)، مرتبہ: رشید حسن خان، نئی دہلی: انجمن ترقی اُردو ہند، ۲۰۰۲ء
۱۹۔ سروری، عبدالقادر (مرتب)، کلیاتِ سراج، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، ۱۹۹۸ء
۲۰۔ سعیدی، اسما، ڈاکٹر، دیوانِ حسرت عظیم آبادی، نئی دہلی: ترقی اُردو بورڈ، ۱۹۶۰ء
۲۱۔ سودا، مرزا رفیع، کلیاتِ سودا، جلد اوّل، لکھنؤ: مطبع نول کشور، ۱۹۳۲ء

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۲۔ صاحب، سیّد محمد فضل اللہ (مرتب)، دیوانِ قربی، حیدرآباد دکن: اعجاز پرنٹنگ پریس، ۱۹۶۴ء
۲۳۔ صدیقی، محمد اکبرالدین (مرتب)، دیوانِ عشق اورنگ آبادی، حیدرآباد: ادارہ ادبیات اُردو، ۱۹۶۰ء
۲۴۔ عبدالحق، مولوی، قواعد اُردو، لاہور: مشتاق بُک کارنر، ۲۰۱۳ء
۲۵۔ عبدالحق (مرتب)، دیوانِ اثر، علی گڑھ: مسلم یونی ورسٹی پریس، ۱۹۳۰ء
۲۶۔ عبدالودود، قاضی (مرتب)، دیوانِ جوشش، دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۴۱ء
۲۷۔ عبداللہ، سیّد، ڈاکٹر سیّد، مباحث، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء
۲۸۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ، ولی سے اقبال تک، لاہور: سنگِ میل، ۲۰۱۴ء
۲۹۔ عظیم آبادی، راسخ، مثنوی حسن و عشق مشمولہ مثنویاتِ راسخ، مرتبہ ممتاز احمد، پٹنہ: لیتھو پریس، ۱۹۵۷ء
۳۰۔ غضنفر، حبیب اللہ (مرتب)، مثنویِ ناسخ، الٰہ آباد: کتابستان، ۱۹۳۱ء
۳۱۔ قدوائی، جلیل (مرتب)، دیوانِ بیدار، الٰہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی، ۱۹۳۷ء
۳۲۔ نسیم، الف د، ڈاکٹر، بارھویں صدی ہجری میں دلی کا شاعرانہ ماحول، لاہور: اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۹ء
۳۳۔ نقوی، نورالحسن، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ مصحفی، جلد نہم، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۹۹ء
۳۴۔ ہاشمی، نورالحسن (مرتب)، کلیاتِ ولی، لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۹ء

رسائل و جرائد

۳۱۔ اردوئے معلّی، لسانیات نمبر، شمارہ ۴، ۵، جلد سوم، شعبۂ اُردو، دہلی یونی ورسٹی، دہلی

ویب سائٹ

https://www.rekhta.org/ebooks/masnavi-e-rangeen-ebooks?lang=ur

Bibliography:

1. Aasi, Abdul Bari (Ed.), *Kulliyat-e-Mir*, Lucknow: Matba Nawal Kishore, 1941.
2. Abdullah, Syed, Dr., *Mubahis*, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2021.
3. _____, *Wali se Iqbal Tak*, Lahore: Sang-e-Meel, 2014.
4. Abdul Haq (Ed.), *Diwan-e-Asar*, Aligarh: Muslim University Press, 1930.
5. Abdul Haq, Moulvi, *Qawaid-e-Urdu*, Lahore: Mushtaq Book Corner, 2013.
6. Abdul Wadood, Qazi (Ed.), *Diwan-e-Joshish*, Delhi: Anjuman Tarraqi-e-Urdu Hind, 1941.
7. Agah, Baqir, Maulana, *Hasht Bahisht*, Mumbai: Matba Gulzar-e-Hasni, 1901.
8. Ayaz, Shakeeb (Ed.), *Diwan-e-Rasikh Azimabadi*, Patna: Khuda Bakhsh Library, 2006.
9. Azimabadi, Rasikh, *Masnavi Husn-o-Ishq* in *Masnaviyat-e-Rasikh*, edited by Mumtaz Ahmad. Patna: Litho Press, 1957.
10. Daudi, Khalil-ur-Rahman (Ed.), *Kulliyat-e-Insha*, Lahore: Majlis-e-Tarraqi-e-Adab, 1969.
11. Ghazanfar, Habibullah (Ed.), *Masnavi-e-Nasikh*, Allahabad: Kitabistan, 1931.
12. Hashmi, Nurul Hasan (Ed.). *Kulliyat-e-Wali*, Lucknow: Uttar Pradesh Urdu Academy, 1989.
13. Hasan, Iqtida (Ed.), *Kulliyat-e-Qaim*, Vol. 1. Lahore: Majlis-e-Tarraqi-e-Adab, 1965.
14. _____, _____, Vol. 2. _____: _____, _____
15. _____, Kulliyat-e-Jur'at, Vol. 1. _____: _____,, 1968.
16. Hasan, Mir, *Masnavi Sehr-ul-Bayan*, Lucknow: Uttar Pradesh Urdu Academy, 1955.

17. Hasan, Muhammad, Dr. (Ed.), *Diwan-e-Abru*, New Delhi: Tarraqi Urdu Bureau, 2000.
18. Hashmi, Sheikh Zahoor-ud-Din Hatim, *Diwanzada*, Edited by Abdul Haq. New Delhi: Dilli Kitab Ghar, 2011.
19. Jalibi, Jamil, Dr, *Tarikh-e-Adab-e-Urdu*, Vol. 2. Lahore: Majlis-e-Tarraqi-e-Adab, 1994.
20. Javed, Younis (Ed.), *Kulliyat-e-Nasikh*, Vol. 1. Lahore: Majlis-e-Tarraqi-e-Adab, 1987.
21. Jahan, Mehr, Dr, *Mir Asad Ali Khan Tamanna: Hayat aur Adabi Karnamey*, Hyderabad Deccan: Nashir Musannifa, 1984.
22. Kidwai, Jalil (Ed.), *Diwan-e-Bedar*, Allahabad: Hindustani Academy, 1937.
23. Naqvi, Nurul Hasan, Dr. (Ed.), *Kulliyat-e-Mushafi*, Vol. 9. Lahore: Majlis-e-Tarraqi-e-Adab, 1999.
24. Naseem, Alif. D., Dr, *Barhvin Sadi Hijri mein Dilli ka Shairana Mahol*, Lahore: Urdu Academy, 1999.
25. Rangin, Saadat Yar Khan, *Faras Nama-e-Rangin*, Lucknow: Matba Nawal Kishore, 1876.
26. Rizvi, Shafqat (Ed.), *Diwan-e-Mah Laqa Bai Chanda*, Lahore: Majlis-e-Tarraqi-e-Adab, 1990.
27. Saidi, Asma, Dr, *Diwan-e-Hasrat Azimabadi*, New Delhi: Tarraqi Urdu Board, 1960.
28. Sahib, Syed Muhammad Fazlullah (Ed.), *Diwan-e-Qurbi*, Hyderabad Deccan: Aijaz Printing Press, 1964.
29. Sarwari, Abdul Qadir (Ed.), *Kulliyat-e-Siraj*, New Delhi: Qaumi Council Baraye Farogh-e-Urdu Zaban, 1998.
30. Sauda, Mirza Rafi, *Kulliyat-e-Sauda*, Vol. 1, Lucknow: Matba Nawal Kishore, 1932.
31. Siddiqui, Muhammad Akbaruddin (Ed.), *Diwan-e-Ishq Aurangabadi*, Hyderabad: Idara Adabiyat-e-Urdu, 1960.
32. Sani, Aftab Shah Alam, *Ajaib-ul-Qasas*, Edited by Rahat Afza Bukhari, Lahore: Majlis-e-Tarraqi-e-Adab, 1965.
33. Zatalli, Jafar, *Zatal Nama* (Kulliyat-e-Jafar). Edited by Rashid Hasan Khan, New Delhi: Anjuman Tarraqi-e-Urdu Hind, 2002.
34.

Magazine:

1. Urdu-e-Mu'alla, Lisaniyat Number, Issue: 4-5, Vol: 3, Delhi University, Delhi